میں جن لوگوں کو بزرگی کا مقام حاصل ہے ان کے ایک بڑے حصہ کو شیعہ نہ صرف یہ کہ برا سمجھتے ہیں بلکہ انھیں برا کہنا بھی اپنے مذہب کا ایک لازمی جز قرار دیتے ہیں۔ اس لیے حدود مقرر کرنے کا سوال صرف شیعوں کے معاملے میں پیدا ہوتا ہے۔ انھیں اس بات کا پابند کیا جانا چاہیے کہ بدگوئی اگر ان کے مذہب کا کوئی جز و لازم ہے تو اسے اپنے گھر تک محدود رکھیں۔ پبلک میں آکر دوسروں کے بزرگوں کی برائی کرنا کسی طرح بھی ان کا حق نہیں مانا جا سکتا۔

میرا خیال یہ ہے کہ اس معاملہ کو اگر معقول طریقے سے اٹھایا جائے تو خود شیعوں میں سے بھی تمام انصاف پسند لوگ اس کی تائید کریں گے اور ان کے شر پسند طبقے کی بات نہ چل سکے گی۔ حکومت کو بھی بآسانی اس بات کا قائل کیا جا سکے گا کہ شیعہ حضرات کو ان کے مذہبی مراسم کی ادائگی کے معاملے میں، جہاں تک کہ پبلک میں ان کے ادا کرنے کا تعلق ہے، حدود کا پابند بنانے کی ضرورت ہے۔ یہ حدود بھی گفت و شنید سے طے ہو سکتے ہیں۔ اس مسئلے کو کسی ایجی ٹیشن کی بنیاد بنانے کے بجائے اس طریقے سے حل کرنا زیادہ مناسب ہے۔ میں اپنی حد تک اس خدمت کی انجام دہی کے لیے جو کچھ کر سکتا ہوں اس میں ان شاء اللہ دریغ نہ کروں گا۔

ائمہ اربعہ اور اہل بیت

سوال: ترجمان ستمبر ۵۶ء میں ایک سوال کے جواب میں آپ نے لکھا ہے کہ "صرف اہل بیت سے علمی استفادہ کرنے کا طریقہ تو خود اہل بیت نے بھی اختیار نہ کیا۔ وہ جس جس کے پاس علم پاتے تھے اس سے استفادہ کرتے تھے"۔ میرے ناقص مطالعہ میں آج تک یہ بات نہیں آئی اور نہ کبھی کسی سے ایسا سنا ہے۔ آپ اس کے ثبوت میں چند معتبر کتب کے حوالے دیں تاکہ مدعا زیادہ واضح ہو جائے۔

مزید سوال صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب الاستخلاف کی ایک حدیث سے متعلق ہے۔ حدیث یہ ہے عن جابر بن سمرة قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول یکون اثنا

عشر امیرا فقال کلمۃ لم اسمعہا فقال ابی انہ قال کلھم من قریش

اس حدیث میں جن بارہ امراء کا ذکر ہے وہ کون لوگ ہیں۔ اہل تشیع میں سے اثنا عشری حضرات ان سے مراد اپنے بارہ امام لیتے ہیں۔ کیا ان کا یہ استدلال آپ کے نزدیک صحیح ہے؟

جواب: حضرات شیعہ کی کتب حدیث پر تو میری اتنی نگاہ نہیں ہے کہ میں ان کے بارے میں یقین کے ساتھ کوئی بات کہہ سکوں مگر اہل سنت کی کتب حدیث میں بکثرت روایات ایسی موجود ہیں جو بزرگان اہل بیت نے غیر اہل بیت صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین سے روایت کی ہیں۔ مثلاً بخاری و مسلم میں متعدد احادیث امام جعفر صادق نے محمد بن منکدر اور عطاء بن ابی رباح سے روایت کی ہیں۔ امام محمد الباقر نے بہت سی احادیث جابر بن عبداللہ ابو مرہ مولیٰ عقیل بن ابی طالب، عبداللہ بن ابی رافع، سعید بن مسیب اور یزید بن ہارون سے روایت کی ہیں۔ امام زین العابدین نے بہت سی احادیث حضرت صفیہ ام المومنین، مسور بن مخرمہ، سعید بن مرجانہ، عمرو بن عثمان اور دوسرے اصحاب سے روایت کی ہیں۔ خود حضرت علی نے ایک روایت مقداد بن اسود سے نقل کی ہے جو مسلم میں ملتی ہے۔ یہ تو صرف بخاری و مسلم کی روایات ہیں۔ دوسری کتب کا استقصا کیا جائے تو مزید احادیث اسی نوعیت کی ملیں گی۔ بہر حال یہ امر واقعہ ہے کہ بزرگان اہل بیت نے علم کے معاملہ میں کبھی نہ تعصب برتا ہے اور نہ خاندانی فخر و غرور سے کام لیا ہے۔

بخاری کی جس حدیث کے بارے میں آپ نے سوال کیا ہے یہ حدیث کتاب الفتن میں نہیں بلکہ کتاب الاحکام میں ہے اور اس کا اندراج باب الاستخلاف میں نہیں بلکہ اس کے بعد کے ایک باب میں ہے جو بلا ترجمہ درج ہوا ہے یعنی اس پر کوئی عنوان نہیں ہے۔ بخاری میں یہ روایت بہت مختصر ہے، لیکن مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور طبرانی وغیرہ میں اسی مضمون کی متعدد روایات موجود ہیں جو پوری تفصیل بیان کرتی ہیں اور ان سے اصل مفہوم کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ ان روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ بارہ خلفاء یا امراء (الفاظ مختلف ہیں) کے دور تک اسلام زبردست اور طاقت ور رہے گا، امت ایک نظام میں مجتمع رہے گی اور کسی کی عداوت ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے گی۔ مسلمانوں کی تاریخ کو سامنے رکھتے ہوئے مختلف امراء پر اس پیشین گوئی کا اطلاق کیا جا سکتا ہے اور بعض لوگوں نے اس کی کوشش بھی کی ہے، لیکن بہر حال ان تفصیلات سے یہ بات صاف ظاہر ہو جاتی ہے کہ ان بارہ امراء یا خلفاء سے مراد ائمہ اثنا عشرہ نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کے ہاتھ میں حکومت نہیں رہی۔